(۱۱)

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب وتسوید: جمیل الرحمٰن / عاکف سعید

گزشتہ سے پیوستہ

اس [illegible] ہم سورۂ محمد کی ابتدائی پندرہ آیات کا مطالعہ مکمل کر چکے ہیں۔ آیت نمبر ۱۲ تا ۱۵ میں جو مضامین آئے تھے، ان کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ چونکہ یہ مضامین مکی سورتوں میں بہت تفصیل سے آچکے ہیں۔ لہٰذا توضیح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ اب ۱۶ویں آیت میں جو مضمون زیر بحث آرہا ہے وہ بہت اہم بھی ہے اور ذرا مشکل بھی...... اگر پس منظر واضح طور پر سامنے ہو تو بات سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی...... ہمارے اس سلسلہ درس کے شرکاء میں سے ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ آپ تعین کے ساتھ اس سورۂ مبارکہ کا زمانہ نزول غزوہ بدر سے متصلاً قبل قرار دے رہے ہیں، جبکہ اس میں منافقین کا ذکر ہو رہا ہے۔ حالانکہ منافقین کا معاملہ تو بعد کی پیداوار ہے۔ یہ معاملہ تو غزوہ بدر کے بعد اور غزوہ احد سے متصلاً قبل ابھر کر سامنے آیا ہے'۔ میں نے ان صاحب سے عرض کیا تھا کہ کچھ انتظار کیجئے یہ مضمون آگے چل کر واضح ہو جائے گا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے کو وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھوں گا۔

نفاق کا نقطۂ آغاز

—————— اس کو یوں سمجھئے کہ نفاق کا معاملہ ایک معین صورت میں اور اپنی پوری شناخت کے ساتھ اگرچہ بہت دیر میں سامنے آیا ہے۔ لیکن قرآن مجید اس کی ایک اور تعبیر کرتا ہے، جس کا ذکر شاید میں اسی سورۂ مبارکہ کے درس کی دوسری نشست میں کر چکا ہوں [1]...... قرآن حکیم میں متعدد بار یہ پیرایہ بیان اختیار

[1] یہ درس [illegible] حکمتِ قرآن کے اکتوبر و نومبر ۸۵ء کے مشترکہ شمارہ میں شائع ہوچکا ہے۔

© rasailojaraid.com

کیا گیا کہ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ (البقرہ۔ ۱۰) "ان کے دلوں میں روگ ہے"۔ یہاں درحقیقت نفاق کے نقطۂ آغاز کی طرف اشارہ ہے۔ اس نقطۂ آغاز کو آپ سمجھ لیں گے تو یہ بات کھُل جائے گی کہ نفاق کی تخم ریزی دراصل ہجرت کے متصلاً بعد ہی ہو چکی تھی۔ میں نے شاید پچھلی نشست میں سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع کی اس آیت کا بھی حوالہ دیا تھا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ○ اس میں اصلاً منافقین کی طرف اشارہ ہے جن کے گروہ کی تخم ریزی ہو چکی اور داغ بیل پڑ چکی تھی۔ لیکن اسلوب ایسا جامع ہے کہ علماءِ یہود اور اُن لوگوں پر بھی راست آتا ہے جن کے اندر نفاق کے مرض کے جراثیم پیدا ہو چکے تھے۔ للٰذا یہ خیال کرنا درست نہیں ہے کہ نفاق غزوۂ بدر اور غزوۂ احد کے درمیانی عرصہ کی پیداوار ہے۔

© rasailojaraid.com

مکی قرآن میں نفاق کا ذکر

نفاق کا ذکر مکی سورتوں میں بھی مل جاتا ہے۔ سورۃ العنکبوت بالاتفاق مکی سورت ہے۔ وہ تو سن چار یا پانچ نبویؐ کی سورت ہے۔ اس لئے کہ اس میں ہجرت حبشہ کی طرف اشارہ موجود ہے۔ اسی سورت کی دوسری آیت کے الفاظ ہیں: وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ○ (آیت ۱۱) "اللہ تعالیٰ صاف ظاہر کر کے رہے گا کہ کون واقعی حقیقی مومن ہیں اور کون منافق ہیں۔" یہ صحیح ہے کہ مکی سورتوں میں سوائے اس ایک مقام کے نفاق یا منافق کا لفظ کہیں اور نہیں ملے گا۔ پھر ابتدائی مدنی سورت جو قرآن مجید کی طویل ترین سورت ہے یعنی سورۃ البقرہ۔ اس میں بھی یہ لفظ آپ کو نہیں ملے گا۔ لیکن مکی دور میں بھی اس مرض کے آغاز کا معاملہ بعید از قیاس نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب مشرکین کی طرف سے تشدّد شروع ہوا۔ مظالم اور مصائب سے دوچار کیا گیا تو سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع میں متنبہ (WARN) کر دیا گیا کہ اگر تم ان شدائد سے ہمت ہار گئے اور اسلام و ایمان کے علانیہ اقرار سے جی چرانے لگے تو جان رکھو کہ نفاق کا بیج پڑ جائے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ نہایت باریک بینی سے ڈھونڈنے کے باوجود مکّی دور میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضوان اللہ علیہم میں سے کوئی شخص بھی ہمت ہار گیا ہو۔ لیکن ... دیکھنا! ہوشیار رہنا، تم پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں

© rasailojaraid.com

ان میں کمی کی توقع نہ رکھنا بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ پھر تمہیں ہاتھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں ہے بلکہ اپنے آپ پر جبر کر کے ان شدائد و تکالیف کو برداشت کرنا ہے۔ گویا تم سخت ترین امتحانی دور سے گزارے جا رہے ہو' لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اگر تم نے کمزوری دکھائی' تمہارے قدم ڈگمگائے تم پیچھے ہٹے تو پھر تم نفاق کے راستے پر پڑ جاؤ گے۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے سورۃ العنکبوت کی ابتدائی آیات میں جن کا اسلوب انتہائی تاکیدی اور تیکھا ہے۔ فرمایا

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

الم ○ کیا لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ ہم ایمان لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے! اور ہم نے لازماً جانچا اور پرکھا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو یقیناً اللہ صاف صاف ظاہر کر کے رہے گا ان لوگوں کو جو اپنے دعوئ ایمان میں سچے ہیں اور لازماً صاف صاف ظاہر کر کے رہے گا ان کو جو جھوٹ موٹ کے مدعی ایمان ہیں" ......

اسی انتباہ کا اعادہ ہے آیت نمبر ۱۱ میں وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ○ گویا یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک وارننگ کے درجہ میں نفاق کا ذکر مکی دور میں بھی آ چکا تھا......

مدنی دور میں نفاق کا باقاعدہ آغاز

ہجرت کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں ورود مسعود ہوا تو آپؐ نے تشریف لاتے ہی جو اقدامات فرمائے ان کو میں اپنے جمعہ کی تقاریر میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں جن میں "اسلامی انقلاب اور اس کے مراحل" کے موضوع پر گفتگو کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اس موقع پر بھی انتہائی اختصار سے بیان کئے دیتا ہوں...... مدینہ تشریف لانے کے فوراً بعد ابتدائی چھ ماہ آپؐ نے داخلی استحکام (انٹرنل کنسولی ڈیشن) پر صرف فرمائے ان اولین کاموں میں سے ایک کام یہ تھا کہ آپؐ نے مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی' ایک مرکز قائم فرمایا۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اس طرح گویا "اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ" پر عمل کا آغاز ہو گیا...... دوسرا کام یہ کہ آپؐ نے یہودی قبائل سے معاہدے کیے اور انہیں معاہدوں میں جکڑ لیا۔ تیسرا کام یہ کہ آپؐ نے مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین مواخات قائم فرمائی کہ ان کو یک جان دو قالب کر دیا جائے۔ یہ جملہ کام داخلی استحکام سے متعلق ہیں جو آپؐ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد ابتدائی چھ ماہ میں انجام دیئے۔ اس کے بعد آپؐ نے نواحِ مدینہ میں مہمیں بھیجنی شروع فرما دیں۔ غزوۂ بدر سے پہلے پہلے آٹھ مہمیں بھیجی گئیں جن کا مقصد قریش کے تجارتی راستوں کو مخدوش بنانا اور دوسرے عسکری و سیاسی فوائد حاصل کرنا تھا۔ ان مہموں میں آپ نے صرف مہاجرین کو بھیجا۔ اس لئے کہ اُن کا معاملہ یہ تھا کہ ان کے لئے یہ کام شاق تھا ہی نہیں۔ وہ تو شدید ترین مصائب مکہ میں جھیل چکے تھے، وہ تو اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے امتحانوں سے گزر چکے تھے۔ ان میں ایسے بھی تھے جنہوں نے تنہا ہجرت کی تھی۔ ان کے اہل و عیال مکہ میں تھے، لہٰذا مشرکینِ مکہ کے خلاف ان کے دلوں میں شدید غم و غصہ تھا۔ ان کے لئے ان مہموں میں نکلنا کسی آزمائش کا معاملہ نہیں تھا...... لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کی مدینہ تشریف آوری اور پے در پے مہموں کا بھیجا جانا مدینہ میں ایک گروہ کے لئے آزمائش بن گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی آزمائش تو عبداللہ ابن اُبی کی تھی۔ اس لئے کہ اس کی چودھراہٹ ختم ہو گئی تھی۔ وہ تو مدینہ کی بادشاہت کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اس کے لئے تاج بھی تیار ہو گیا تھا اور اوس و خزرج دونوں قبیلوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ ہم اس کی تاج پوشی کریں گے اور اسے مدینہ کا بادشاہ مان لیں گے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ورودِ مسعود کی وجہ سے اس کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے۔ چنانچہ وہ ایسے اوندھے منہ گرا ہے کہ وہی رئیس المنافقین بنا۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے ضعیف الایمان عنصر پر جیسے جیسے دینی تقاضے پورا کرنے کے ضمن میں آزمائشوں کے دباؤ آنے شروع ہوئے ویسے ویسے ان کے پاؤں ڈگمگانے لگے اور ان کی طرف سے مختلف مواقع پر کم ہمتی اور تھڑدلی ظاہر ہونے لگی۔ اس طرح ان چند لوگوں کے قدم نفاق کی طرف بڑھنے شروع ہو گئے اور جلد ہی اس عنصر نے عبداللہ ابن اُبی کی سرگردگی میں ایک باقاعدہ گروہ کی شکل اختیار کر لی۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

غزوۂ بدر سے قبل کی مشاورت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر سے پہلے جو آٹھ مہمیں بھیجیں تو تاڑنے والے تاڑ رہے تھے کہ ان کے نتیجہ میں جلد یا بدیر قریش سے کوئی زبردست مسلح تصادم اور معرکہ پیش آکر رہے گا..... جیسا کہ ابھی میں نے عرض کیا کہ حضورؐ نے ان آٹھ مہموں میں سے اکثر مہمیں قریش کے تجارتی قافلوں کے راستوں کو مخدوش بنانے کے لئے بھیجی تھیں۔ اسی سلسلہ کی ایک مہم "غزوۂ ذوالعشیرہ" کے نام سے مشہور ہے۔ ہوا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا کہ ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ لے کر ابو سفیان شام جارہے ہیں' اس قافلہ [illegible] کے لئے ایک ہزار اونٹ شامل تھے' اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس قافلہ کے ساتھ ساز و سامان کتنا ہو گا!۔ اس قافلہ کے ساتھ پچاس یا ساٹھ مسلح محافظ تھے۔ آپؐ جب ذوالعشیرہ کے مقام پر پہنچے تو یہ قافلہ بہت آگے نکل گیا تھا اور حضورؐ کی پہنچ سے بہت دور تھا۔ لہٰذا آپؐ مدینہ واپس تشریف لے آئے..... جب حضورؐ کو اس قافلہ کی واپسی کو خبر ملی جو شام سے بے حد و حساب تجارتی سامان لے کر آرہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے ہی میں ایک مجلس مشاورت منعقد فرمائی کہ مسلمانو! کیا خیال ہے! اس قافلہ کا راستہ روکا جائے۔ اس کا پیچھا کیا جائے! اب مدینہ والوں کے لئے مدینہ سے باہر نکلنے کے معاملے میں پہلی آزمائش کی گھڑی آگئی..... گو حضورؐ نے اپنی زبان مبارک سے انصار کو اس مہم میں شامل ہونے کی دعوت نہیں دی' لیکن مشاورت کے انعقاد سے یہ اشارہ مل رہا تھا کہ آپؐ کی خواہش اور منشا یہ ہے کہ انصار بھی اس میں حصہ لیں..... اس سے پہلے کی آٹھ مہموں کے مواقع پر حضورؐ نے نہ ایسی کوئی مشاورت منعقد کی اور نہ انصار میں سے کسی کو کسی مہم میں شامل فرمایا۔ چنانچہ اس مشاورت کے نتیجہ میں تین سو تیرہ کی نفری قافلے کا راستہ روکنے کے لئے نکلی۔ اس نفری میں ۸۳ مہاجرین اور ۲۳۰ انصار شامل تھے۔ یہ انصار کے لئے کسی مہم میں مدینہ سے نکلنے کا پہلا موقع تھا اس مہم میں ان کی تعداد مہاجرین کے مقابلہ میں کہیں زیادہ تھی۔

دوسری مشاورت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ادھر یہ جماعت مدینہ سے نکلی ادھر ابو سفیان کو

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اطلاع مل گئی کہ آپؐ قافلہ پر حملہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ انہوں نے ایک طرف تو نہایت تیز سانڈنی پر اپنے ایک آدمی کے ذریعہ سے مکہ والوں کو پیغام بھیج دیا کہ قافلہ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خطرہ ہے لہٰذا مدد کے لئے آدمی بھیجو۔ دوسری طرف انہوں نے یہ تدبیر اختیار کی کہ قافلہ کا راستہ بدل دیا...... مکہ والے پہلے ہی آتشِ غضب میں جل رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں تمکن ان کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹک رہا تھا، پھر ایک حضرمی کے اتفاقیہ قتل کی وجہ سے جو قریباً دو ماہ قبل وادیٔ نخلہ میں مسلمانوں کی ایک ٹکڑی کے ہاتھوں ہوا تھا، اہل مکہ جوش انتقام سے کھول رہے تھے۔ ان کو جیسے ہی یہ خبر ملی کہ مسلمان ان کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو اس خبر نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور مکہ والوں کا غیض و غضب آتش فشاں بن گیا اور ایک ہزار جنگجوؤں کا کیل کانٹے سے لیس لشکر مدینہ کی طرف چل پڑا، جس کا ہر فرد جوش انتقام سے مغلوب تھا...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لشکر کی روانگی کی خبر مل گئی۔ چنانچہ مدینہ سے باہر مدینہ اور بدر کے درمیان کسی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مجلسِ مشاورت منعقد کی جس میں یہ معاملہ پیش فرمایا کہ "مسلمانو! ایک طرف ایک قافلہ مال تجارت سے لدا پھندا شام کی طرف سے آ رہا ہے جس کے ساتھ صرف پچاس یا ساٹھ محافظ ہیں اور دوسری طرف ایک ہزار جنگجوؤں کا کیل کانٹے سے لیس ایک لشکر مکہ سے چل پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان میں سے ایک پر فتح و غلبہ ضرور عطا فرمائے گا۔ اب بتاؤ کہ کس طرف چلیں!" میری پختہ رائے ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مشاورت وحی کے ذریعہ سے اللہ کی طرف سے اشارہ ملنے پر منعقد فرمائی تھی۔ اور مشورہ کے لئے یہ بات رکھی کہ ہم کس طرف کا رخ کریں! اور درحقیقت مسلمانوں کے حوصلے اور مورال کا اندازہ کرنے کے لئے بطور مشورہ یہ بات ان کے سامنے رکھی۔ اس رائے کی تائید مجھے سورۃ الانفال کی آیات ۵ تا ۸ میں مل جاتی ہے۔ سورۃ الانفال کے متعلق اس بات پر تمام مفسرین و علماء کرام کا کامل اتفاق ہے کہ یہ سورہ غزوۂ بدر کے متصلاً بعد نازل ہوئی ہے اور اس کا زیادہ تر حصہ اسی غزوہ کے حالات پر تبصرہ ہے...... پھر سورہ محمدؐ کی جو آیات آج ہم پڑھنے والے ہیں، وہ سمجھ میں نہیں آئیں گی جب تک پورا پس منظر سامنے نہ ہو۔ میں آگے چل کر سورۃ الانفال کی متعلقہ آیات کا حوالہ دوں گا اور ان کی مختصر تشریح بھی بیان کروں گا......

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ اس مشاورت کے موقع پر چند مسلمانوں کی طرف سے یہ بات آئی کہ ہمیں قافلہ کی طرف چلنا چاہیے۔ ان کا خیال ہو گا کہ اس طرح ہمارے پاؤں میں کانٹا بھی نہیں چبھے گا اور بہت سا مال ہاتھ آئے گا۔ ایک ہزار کے کیل کانٹے سے لیس لشکر سے مقابلہ گویا موت کو دعوت دینا ہے اس لئے کہ یہ لوگ اتنے بڑے لشکر سے مقابلہ کے خیال سے مدینہ سے نکلے ہی نہیں تھے۔ تعداد بھی تھوڑی اور ہتھیار بھی قلیل...... جبکہ قافلے کے ساتھ محافظ دستہ پچاس ساٹھ افراد پر مشتمل تھا...... یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ گویا اس وقت تک مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے شامل ہو چکے ہیں جن میں سرفروشی اور شوق شہادت کے مقابلے میں اپنی جان بچانے اور مال حاصل کرنے کا خیال بھی کسی درجہ میں موجود ہے۔ یہی بات دراصل آگے چل کر نفاق کے لئے بنیاد درحقیقت یہیں سے فراہم ہوتی ہے۔ یہی چیز جب آگے بڑھتی ہے تو انسان کو نفاق کی جانب لے جاتی ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اس مرض کی تین سطحیں (LEVELS) ہیں۔ جب تک معاملہ اس حد تک ہے کہ انسان اپنی کمزوری، اپنی کوتاہی اپنی خطاء کا صدق دل سے اعتراف کرتا رہے، اس پر جھوٹ کے پردے نہ ڈالے، اس وقت تک اسے ضعفِ ایمان کہیں گے، نفاق نہیں کہیں گے۔ لیکن جہاں انسان نے جھوٹ بولنا شروع کیا اور اپنی کمزوری کو جھوٹے بہانوں سے چھپایا، اب یہاں سے نفاق کی بیماری کی پہلی اسٹیج شروع ہو گئی۔ یہ نفاق کی پہلی منزل ہے۔ اس سے اگلی منزل وہ ہے، جب انسان جھوٹے بہانوں کے ساتھ جھوٹی قسموں پر اتر آتا ہے اور اللہ کی قسمیں کھا کھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کو یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ مجھے فلاں فلاں عذر لاحق تھے ورنہ میں تو اس غزوہ میں سرفروشی اور جاں نثاری کیلئے چلنے کو تیار تھا۔ یہ گویا نفاق کی بیماری کی دوسری اسٹیج ہے۔ اس مرض کی تیسری اور آخری اسٹیج یہ ہے کہ جب انسان کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ جھوٹی قسمیں مؤثر نہیں رہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص صحابہ کرام کا ان پر سے اعتماد اٹھتا چلا جا رہا ہے تو پھر ایسے شخص کے دل میں رسول اللہ اور اہل ایمان سے عداوت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں نے ہمیں کس مصیبت میں ڈالا ہے۔ حضورؐ سے اس لئے کہ آپ ہی تو اصل داعی ہیں اور اہل ایمان سے اس لئے کہ جیسے ہی پکار آتی ہے، وہ دیوانہ وار نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ان صحابہ کرامؓ کو وہ واقعی دیوانہ و مجنون سمجھنے لگتے ہیں اور ان کے متعلق ان کی رائے یہ بن جاتی ہے کہ یہ عجب لوگ ہیں کہ ان کو نہ اپنی

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

جانوں کی کوئی پرواہ ہے اور نہ یہ فکر دامن گیر ہے کہ جنگ میں ہم قتل ہو گئے، مارے گئے تو ہمارے اہل و عیال کا کیا بنے گا! پھر وہ سوچنے لگتے ہیں کہ ان اہل ایمان کی وجہ سے ہم نمایاں ہو جاتے ہیں اور ہماری بزدلی اور کوتاہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ ان دیوانے لوگوں کی دیوانگی کے باعث ہم بدنام ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ان سرفروشوں اور جان نثاروں سے ان کے دلوں میں بغض اور عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت کا ذکر سورۃ المنافقون میں ان الفاظ میں ہوا ہے هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ "اے نبی! یہ منافقین ہی اصل دشمن ہیں، ان سے بچ کر رہیے" ...... یہ بغض و عداوت نفاق کے مرض کی تیسری اسٹیج ہے، جہاں پہنچ کر شفا کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ سنا دیا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ ...... تو اس پورے پس منظر کو سامنے رکھیے اور دیکھیے کہ وہ ابتدائی مرحلہ جسے ہم نفاق نہیں کہیں گے اور جسے میں نے ضعفِ ایمان سے تعبیر کیا ہے، اس کی کچھ علامات غزوۂ بدر سے قبل اس دوسری مشاورت میں بھی ظاہر ہو گئی تھیں، جس کا ذکر چل رہا ہے۔ اب میں سورۃ الانفال کی آیات ۵ تا ۸ آپ کو پڑھ کر سنا رہا ہوں تاکہ یہ مضمون پوری طرح واضح ہو جائے۔

سورۃ الانفال کی متعلقہ آیات کا مطالعہ

فرمایا كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ "جیسے کہ نکالا آپؐ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کے رب نے آپ کے گھر سے حق کے ساتھ" ...... یہ مدینہ سے نکلنے کا ذکر ہو رہا ہے۔ گھر سے مراد ہے مدینہ طیبہ ...... پھر حق کے ساتھ نکالا۔ یعنی یہ کوچ بلامقصد اور خواہ مخواہ نہیں تھا بلکہ بامقصد تھا، عین مشیت الٰہی کے مطابق تھا ...... وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ یعنی مدینہ سے نکلتے وقت بھی کچھ لوگ اہل ایمان میں سے ایسے تھے کہ جو کچھ کراہت، کچھ ہچکچاہٹ، کچھ تردد محسوس کرتے رہے تھے، ...... ایسا کیوں! اس لئے کہ اب تک حضورؐ نے جتنی مہمیں بھیجیں، ان میں کسی انصاری صحابی کو شامل نہیں فرمایا تھا ...... یہ پہلا موقع تھا کہ آپؐ کی دعوت و ترغیب پر انصار میں سے ۲۳۰ حضرات نے اس مہم کے لئے اپنے نام پیش کئے ...... ہو سکتا ہے کچھ لوگوں نے وقتی جوش کے زیر اثر خود کو پیش کر دیا ہو۔ لیکن چونکہ اس مہم میں جنگ کے مرحلہ کے پیش

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

آنے کا غالب گمان تھا للذا بعد میں وہ کچھ پچھتاوا محسوس کر رہے ہوں کہ ہم نے کیوں اپنے نام پیش کر دیئے۔ گویا ان کی طبیعتیں اس کے لئے اُس طور پر آمادہ نہیں تھیں جس طور پر ہونی چاہئے تھیں...... اس آیت میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے۔

سورۃ الانفال کی اگلی آیت کو سمجھنے کے لئے مجھے دوسری مشاورت کے واقعات کی طرف رجوع کرنا ہو گا...... میں نے بتایا تھا کہ چند لوگوں نے قافلہ کی طرف چلنے کی رائے دی تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چنداں توجہ نہیں دی تھی۔ مہاجرین میں حضورؐ کے مزاج شناس صحابہ کرامؓ یہ سمجھ گئے کہ منشاءِ مبارک کچھ اور ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ولولہ انگیز اور جوشیلی تقریریں کیں کہ حضورؐ جس طرف چاہیں [illegible] اللہ سمجھئے ہم آپؐ کے ساتھ داہنے سے' باہنے سے' سامنے سے' پیچھے سے لڑیں گے'۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کیا کہ حضور! ہمیں (حضرت) موسیٰؑ کی قوم پر قیاس نہ کیجئے جنہوں نے ٹکا سا جواب دے دیا تھا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ ○ حضورؐ کا چہرہ مبارک مہاجرین کی ان تقاریر سے دمک اٹھا۔ لیکن آپؐ اب بھی فیصلہ میں متأمل تھے اور آپ کی نگاہ بار بار انصار کی طرف اٹھ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انصار سے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر جو معاہدہ ہوا تھا وہ صرف یہ تھا کہ وہ جنگ کے لئے تلوار اُس وقت اٹھائیں گے اور حضورؐ کی حفاظت کے لئے قتال اس وقت کریں گے جب دشمن مدینہ پر چڑھ آئے...... یہاں حضورؐ مدینہ سے باہر نکل کر اور آگے بڑھ کے اقدام فرمانا چاہ رہے ہیں...... انصار میں سے حضرت سعدؓ بن عبادہ' رئیس خزرج صورتِ حال کو سمجھ گئے اور انہوںؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا معلوم ہوتا ہے حضورؐ کا اشارہ ہماری طرف ہے! ہم تو آپؐ پر ایمان لا چکے ہیں' آپؐ کی تصدیق کر چکے ہیں۔ آپؐ اشارہ فرمائیں تو ہم سمندر میں اپنی سواریاں ڈال دیں۔ آپؐ حکم دیں تو ہم اپنی اونٹنیوں کو دبلا کر دیں اور یمن کے لق و دق صحرا تک پہنچ جائیں'...... حضرت سعدؓ کی اس جان نثارانہ تقریر سے حضورؐ کے رخِ انور پر بشاشت اور انبساط کے آثار ظاہر ہوئے۔ چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح دمک اٹھا اور آپؐ نے مشرکین مکہ کے ایک ہزار کے لشکر کی طرف کوچ کرنے کا فیصلہ فرما دیا۔ لیکن پھر بھی گنتی کے چند لوگ ایسے تھے جن کا اس فیصلہ کے بعد بھی کہنا یہ تھا کہ اگر قافلہ کا قصد کیا جاتا تو بہتر تھا۔

© rasailojaraid.com

اس پس منظر میں سورۃ الانفال کی چھٹی آیت کو پڑھیئے۔ فرمایا یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ "اے نبی! وہ آپؐ سے جھگڑتے رہے حق کے بارے میں جب کہ حق بالکل واضح ہو چکا تھا" ...... اس میں اشارہ ہے مشاورت کے بعد کے فیصلہ کی طرف۔ خزرج کا قبیلہ اوس سے قریباً تین گنا بڑا تھا۔ لہٰذا اس مشاورت میں یقیناً خزرجی انصار صحابہؓ کی تعداد زیادہ ہوگی۔ ان کے سردار حضرت سعدؓ ابن عبادہ کی بھی رائے آچکی کہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء مبارک ہو وہی ہمارے لئے قابل سعادت ہے۔ چنانچہ مشاورت کے نتیجے میں لشکر کی طرف چلنے کا فیصلہ ہو چکا۔ اب ظاہر بات ہے کہ جن چند لوگوں کے دلوں میں کسی [illegible] ضعف کے آثار تھے ...... میں جان بوجھ کر نفاق کا لفظ استعمال نہیں کر رہا...... انہیں تو لشکر کے مقابلہ کے لئے جانا اور جان ہتھیلی پر رکھنا پسند نہیں تھا۔ لہٰذا آگے ان کا نقشہ کھینچا گیا کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ "گویا وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں آنکھوں دیکھتے۔"

© rasailojaraid.com

قرآن کا ایک عام اسلوب

اس موقع پر قرآن مجید کے اسلوب کے متعلق ایک اور نکتہ کو سمجھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی ذرا سی خامی کا ذکر بھی بہت نمایاں انداز میں کرتا ہے کہ۔ اس لئے کہ ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے۔ " ...... آپ کو یہی اسلوب خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی مل جائے گا۔ حضورؐ کے لئے ذنب' (گناہ) کا لفظ آیا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضورؐ کے بارے میں ہم کسی ذنب کا تصور کر ہی نہیں سکتے لیکن سورۃ الفتح میں فرمایا گیا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا ہے "تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔" یہاں ذنب کا محتاط ترجمہ کمی یا کوتاہی ہو سکے گا۔ لیکن میں آپ حضرات کو خبردار کرتا ہوں کہ خدارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذنب گناہ یا خطا یا کمی یا کوتاہی کو اپنے گناہوں یا کمیوں اور کوتاہیوں پر قیاس نہ کر بیٹھے گا۔ حضورؐ کی معمولی سی کسی کمی پر اگلے پچھلے تمام اہل ایمان کی لاکھوں نیکیاں' دینداریاں عبادات اور تہجد

(باقی صفحہ ۶۵ پر)

© rasailojaraid.com